اللہ نور السموت والارض مثل نورہ کمشکوۃ فیہا

جلد ۸ — نمبر ۱۲

مصباح

زنانہ اخبار مہینے میں دو بار

۱۵ر جون سنہ ۱۹۳۴ء — چندہ سالانہ دو روپیہ ۸ر — ۲ر ربیع الاول سنہ ۱۳۵۳ھ

ایڈیٹر قاضی محمد ظہور الدین اکمل

قادیان دار الامان سے یکم و پندرہ کو شائع ہوتا ہے

فہرست مضامین

نوکر رکھنا نمبر ۱	۳/۶	عبد الرحیم شبلی
توحید باری تعالیٰ کے متعلق آنحضرت صلعم کی تعلیم	۶/۱۱	محترمہ حمیدہ بنت منشی خادم حسین صاحب مرحوم
مضمون نگاری / تذکرۃ المہدی	۱۱/۱۹	والدہ سردار امیر محمد خان صاحب کوٹ قیصرانی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلام اور عورت

(از جناب شیخ محمد بشیر صاحب آزاد انبالہ شہر)

چھائی ہوئی تھی ہر سُو تاریکیٔ جہالت
انسان بنا ہوا تھا معمورۂ غلاظت
دنیا کی راحتوں پر پھولے ہوئے تھے انساں
اک وحشیوں کی بستی دنیا میں بس رہی تھی
تھی سلطنت بدی کی نیکی ترس رہی تھی
اللہ کے گھر پہ صدہا اصنام حکمراں تھے
ہاں گائے بکریوں کو عورت پہ فوقیت تھی
جب حضرتِ بشر کی مخدوم معصیت تھی
تھی بھائی کے لہو کی بھائی کی رُوح پیاسی
کرتے تھے لڑکیوں کو زندہ ہی دفن انساں
تا دیر رہ نہ سکتا تھا رشتۂ تن وجاں
ویراں پڑا ہوا تھا گلزارِ آدمیت
اِک روشنی سی چمکی ایوانِ تیرگی میں!
پیدا ہوئی لطافت ہر پھول کی ہنسی میں
محبوب ربِّ کل کی آمد کا شور اٹھا
عورت کے بھاگ جاگے کمزور کی بن آئی
اِک دلربا و دلکش آواز دی سنائی
بزمِ بتاں میں چھلکا جامِ شرابِ وحدت
ہونے لگی جہاں میں بارانِ لطفِ باری
فرمایا اسکو سمجھو مختارِ خانہ داری
مردوں پہ عورتوں کو کچھ فوقیت نہیں ہے

معدوم ہو چکی تھیں ہمدردی و صداقت
افعال سے نمایاں ہوتی تھی اسکے وحشت
عقبیٰ کی کاہشوں کو بھولے ہوئے تھے انساں
القصہ آسماں سے آتش برس رہی تھی
مہرِ گناہ کی گرمی جاں کو جھلس رہی تھی
غارت گری کے جذبے ہر دل میں نوجواں تھے
فردوس کی کلی تو محرومِ کیفیت تھی
اخلاق سوزیاں تھیں اور پست ذہنیت تھی
القصہ اس جہاں پر چھائی تھی اک اداسی
کہلا کے آدمی یہ کرتے تھے کارِ شیطاں
طاقت وروں کے ہاتھوں کمزور دل تھے نالاں
اِنساں بنے ہوئے تھے اغیارِ آدمیّت
صبحِ اُمید آئی صحرائے بے کسی میں
طوفانِ نوح آیا دریائے زندگی میں
سرمار کا کچلنے کو گویا مور اُٹھا
کچھ زندگی کی صُورت دینے لگی دکھائی
بندے بنو خدا کے چھوڑو یہ خودستائی
بحرِ فنا میں اُٹھے پیہم حبابِ وحدت
خاطر سے عورتوں کی سُورۂ نساء اُتاری
سختی کرو نہ اس پر مظلوم ہے بچاری
آزادؔ آسماں اب شرمندۂ زمیں ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مصباح

قادیان دارالامان مورخہ ۱۵ جون ۱۹۳۴ء

نوکر رکھنا

نمبر ۱

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نوکر رکھنا بھی ایک فن ہے۔ کئی گھروں میں تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد نوکر بدلے جاتے ہیں۔ اسکی وجوہات کئی ہیں۔ مثلاً ان سے کام بہت لیا جاتا ہے۔ ان کے آرام و تفریح کا خیال نہیں رکھا جاتا۔ پھر تنخواہ تھوڑی دی جاتی ہے۔ اور بسا اوقات کام کی نوعیت بھی چنداں خوشگوار نہیں ہوتی؛

کسی نے سچ کہا ہے کہ "نوکر کی ناقابلیت آقا کی نااہلیت پر دلالت کرتی ہے"۔ اگر آپ کا نوکر کام نہیں کرتا تو یہ آپکی اپنی کوتاہ کارکردگی ہے۔ کیونکہ آپ کو اسپر حکم چلانا نہیں آتا۔ اگر آپ اسے جلدی نکال دیتے ہیں تو یہ آپکی اخلاقی کمزوری ہے۔ لیکن اگر آپ اس کو تادیر اپنے ساتھ رکھ سکتے ہیں۔ تو اسکے یہ معنی ہیں۔ کہ آپ کا کیریکٹر اور رویہ مضبوط ہے۔ دوسرے معنوں میں نوکر بسا اوقات آپ کے کیریکٹر اور چال چلن کا آئینہ دار ... ہوتا ہے؛

بعض لوگوں کو شکایت ہوتی ہے۔ کہ ان کا نوکر ماہر نہیں ہے۔ لیکن اس کی وجہ اکثر حالات میں یہ ہوتی ہے کہ اس کو واضح اور صاف طور پر آرڈر نہیں دیا جاتا مثلاً یہ کہہ دیا جاتا ہے۔ کہ دوات لاؤ۔ اب اگر وہ ساتھ قلم نہیں لاتا تو یہ اس کا قصور نہیں۔ کیونکہ اس کو تفصیلی اور بیّن طور پر حکم نہیں دیا گیا۔ یا جامع لفظ نہیں بولا گیا مثلاً رائیٹنگ میٹریل (لکھنے کا سامان) یہ اعتراض کہ نوکر کو خود سمجھدار ہونا چاہیئے۔ اسلئے غلط ہے۔ کہ وہ نوکر ہے اور نوکر کا کام صرف یہ ہونا چاہیئے۔ کہ وہ حکم کی تعمیل کرے۔ لیکن یہ حکم کی تعمیل اُس نوکر کی طرح نہ ہونی چاہیئے۔ جس کے آقا نے کہا تھا۔ کہ گھوڑے سے جو کچھ گرے مجھے پکڑا دینا۔ اور اُس نے لید بھی اٹھا کر پیش کر دی تھی۔ یہ تعمیل اندھی ہے۔ اور اس سے نہ کرنی بہتر ہے۔ البتہ جہانتک ممکن ہو سکے۔ نوکر کیلئے کسی عذر و اعتراض کی گنجائش نہ چھوڑنی چاہیئے۔ اور اسکو واضح سے واضح الفاظ میں آرڈر دینا چاہیئے۔ صرف یہ کہنے کی بجائے کہ اندر سے کتاب لاؤ۔ اگر یہ بھی کہدیا جائے کہ فلاں سائز کی فلاں جگہ پڑی ہے۔ تو زیادہ سہولت رہیگی؛

پھر بعض لوگ اپنے نوکر کو معمولی سی بات پر جھڑکتے

اور کوسنا شروع کر دیتے ہیں۔ مثلاً اگر اتفاقیہ طور پر کچھ دودھ گر گیا ہے۔ تو اسکو خوب بے نقط سنانی اور اسکو مارنا یہ اصلاح نہیں ہے۔ بلکہ تخریب اخلاق ہے۔ اور اسکو کام سے دل برداشتہ کرنا ہے۔ اگر اتفاقیہ طور پر اسکے ہاتھوں کوئی قیمتی سے قیمتی شے بھی گر کر ٹوٹ جائے تو اپنی وسعتِ اخلاق کا ثبوت دینا چاہیئے۔ اور بجائے زدوکوب کے اس سے دریافت کرنا چاہیے۔ کہ "کہیں چوٹ تو نہیں آئی" کیونکہ آخر وہ انسان ہے اور انسان سے غلطی نہ کرنے کی امید رکھنی حماقت ہے۔ ایسے موقع پر زیب النساء جیسی فراخ دلی کا ثبوت دینا چاہیئے۔ جس نے آئینہ ٹوٹ جانے پر خادمہ کو کہا تھا:۔

ع: خوب شد اسباب خود بینی شکست

مجھے یاد ہے کہ کالج ہوسٹل میں ایک طالب علم اپنے نوکر سے معمولی سے معمولی باتوں پر بھی ناراض ہوجایا کرتا تھا۔ ایکدفعہ پلیٹ میں مکھی نظر آئی تو پٹاخ سے اسکو نوکر کے سر پر دے مارا۔ حالانکہ بات معمولی تھی۔ اگر اسلامی ارشاد پر عمل کرکے مکھی کو ڈبو کر باہر نہیں نکالا جاسکتا تھا۔ تو نرمی سے نوکر کو کہہ دیتا۔ کہ میاں اس میں مکھی ہے۔ دوسری پلیٹ لاؤ۔ کیونکہ آخر اتفاقی بات تھی۔ مگر اسنے اپنی تنگ نظری اور تند مزاجی کا ثبوت دیا۔ ایسی باتوں کا نتیجہ یہ تھا۔ کہ نوکر اس کا کام دلچسپی سے نہ کرتا تھا۔

اسکے برخلاف اگر وہ میری چائے دیر سے لاتا تو بجائے کوسنے کے میں اسکو دوسرے طریق سے اسکے قصور کا احساس کراتا۔ مثلاً یہ کہتا...... کہ اچھا تُو دیر سے آیا اب اس کی تلافی یہ ہے۔ کہ تُو دوڑ کر میرے لئے مکھن لے آ۔ یا مثلاً ایک دفعہ وہ رات کو میری کتاب آدھ گھنٹہ دیر سے لایا حالانکہ صبح میں نے امتحان دینا تھا۔ اور باوجود پیہم اصرار کے وہ دوسرے لڑکوں کا کام کرتا رہا۔ آخر جب وہ لایا تو میں نے اس کا بیان سنکر کہا مجھے بہت تکلیف ہوئی ہے میرے لئے ٹھنڈے پانی کا گلاس لاؤ۔ یہ نہ سمجھئے۔ کہ یہ سرزنش بے سود ہوتی تھی۔ جہانتک مجھے یاد ہے مجھے صرف تین چار مرتبہ یوں ڈانٹ دینی پڑی۔ نوکر سمجھدار تھا۔ اسکو ایسی سزاؤں کا احساس ہوتا۔ اور وہ دوبارہ ایسا کام نہ کرتا تھا۔ یہ درحقیقت آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ کہ آپ اس کی ضمیر کو اسقدر حساس بنادیں۔ کہ وہ چھوٹے سے چھوٹا اثر بھی قبول کرنے کے لئے تیار ہو۔ یہ کیونکر ہوسکتا ہے۔ جیساکہ میں آگے جاکر بتاؤں گا۔ آقا کو اپنے نوکر کے ساتھ مہربانی اور نرمی کا سلوک کرنا چاہیئے۔ اور اسپر یہ واضح کردینا چاہیئے۔ کہ وہ تقسیم عمل کی وجہ سے ملازم ہے ورنہ انسانیت کے لحاظ سے میں اور وہ دونوں برابر ہیں:۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نوکر پر بلاوجہ الزام لگانے بھی درست نہیں ہیں مثلاً یہ کہنا کہ "تجھ سے اور کیا اُمید تھی!" یا اگر گھر میں چوری ہوگئی تو سب سے پہلے نوکر پر الزام تھوپنا۔ اُس کو آپ سے متنفر کردے گا۔ اور بسا اوقات وہ کوشش

کرے گا۔ کہ ضرور ہی چوری کی جائے۔ کیونکہ جب الزام لگ گیا تو قصور کیوں نہ کیا جائے۔ ہمارے ہوسٹل میں ایک لڑکا تھا۔ وہ نوکر کو کبھی چابی نہ دیتا۔ اور نہ اس کو اپنی غیر حاضری میں کمرہ صاف کرنے دیتا۔ اور اسکے استفسار پر صاف کہہ دیتا کہ مجھے تجھ پر اعتبار نہیں تو میری چیزیں چرالے گا۔

یہ بے اعتباری بالکل بے معنی تھی۔ جبکہ ہوسٹل کے تمام لڑکے اس پر اعتبار کر کے اپنے کمرے کی چابی دیدیتے اور اس کے متعلق چوری کی کوئی شکایت سننے میں نہ آتی تھی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ وہ اس کا دل لگا کر کام نہ کرتا تھا پہلے تحقیق کر لینی چاہیئے۔ اور پھر نوکر سے دریافت کرنا چاہیئے۔ اور وہ بھی کسی طریق سے۔ یہ بھی آپ کے قبضہ میں ہے کہ آپ نوکر پر اس قدر اعتماد قایم کرلیں۔ کہ وہ چوری نہ کرے۔ بلکہ ایسا کرنے کے خیال سے بھی شرمائے۔

پھر سوال یہ ہے کہ آیا نوکروں میں "قوت متخیلہ" ہونی چاہیئے۔ ہمارا ایک استاد ہمیشہ شکایت کیا کرتا تھا کہ اسکے نوکر سوچ وبچار کی قوت نہیں رکھتے۔ مثلاً وہ یہ ثبوت دیتا کہ اگر وہ اپنے نوکر کو اخبار لانے کے لئے کہتا ہے۔ اور ساتھ ہی صابن لانے کی آواز بھی دیدیتا ہے اور پھر ڈبہ لانے کا آرڈر کر دیتا ہے۔ تو وہ یقیناً گھبرا جاتا تھا۔ اور اسکے ہاتھ پاؤں پھول جاتے بعدہٗ میری تحقیق سے ثابت ہوا۔ کہ وہ اپنے نوکر کو صرف چند روپے دیتا تھا۔ حالانکہ اس کی اپنی تنخواہ کئی سو روپیہ ماہوار تھی۔ تو اگر اس کا نوکر فکر وعقل سے عاری تھا۔ تو چنداں تعجب نہیں۔ کیونکہ تنخواہ کا اثر حسن کارکردگی پر بھی ہوتا ہے۔ ایک معقول رقم کے بعد اس کو نوکر میں ایسی سمجھ کی امید رکھنی چاہیئے تھی۔

میرا اپنا خیال یہ ہے۔ کہ نوکر کو بہت زیادہ عقلمند اور سمجھدار نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ بسا اوقات اس کی علو ہمتی اور بلندی فکر نقصان پہنچاتی ہے۔ وہ سارا کام خود کرنا چاہتا ہے۔ اور بعض دفعہ اس سے غلطی ہوجاتی ہے۔ البتہ اسکو نرا کاٹھ کا اُلو بھی نہیں ہونا چاہیئے۔ کم از کم وہ حکم کے سمجھنے کی اہلیت تو رکھتا ہو۔ یہ نہیں کہ کہا تو نمک اور وہ لے آئے چمچہ۔ البتہ اپنی طرف سے کوئی اعتراض کی گنجائش نہ چھوڑنی چاہیئے۔ اور جیسا کہ میں نے کہا ہے۔ آرڈر واضح سے واضح الفاظ میں ہونا چاہیئے۔ دوسرے یہ کہ نوکر اسی وقت تک نوکر رہ سکتا ہے۔ جب وہ اپنے آقا سے کم عقل اور سمجھ رکھے۔ اگر وہ اس کا مقابلہ کرنے لگ پڑے۔ تو پھر وہ نوکر نہ رہا۔ آقا بن گیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جس طرح نوکر کے لئے تھوڑی بہت عقل رکھنے کی ضرورت ہے۔ اسی طرح آقا کو بھی کچھ سمجھدار ہونا چاہیئے۔ مثلاً میں نے دیکھا ہے۔ کہ نوکر سے اگر کچھ قصور ہو جائے تو اس کو جھٹ کوسنا شروع کر دیتے ہیں۔ لیکن اگر وہی قصور خود اپنے سے سرزد ہو جائے۔ تو لبوں پر مہر خاموشی لگ جاتی ہے۔ دیکھنا چاہیئے۔ کہ اگر میں نوکر ہوتا تو کیا کرتا؟ ایک دفعہ کسی شخص نے نوکر کو روٹی لانے کے لئے باہر بھیجا۔ ہر دو منٹ کے بعد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وہ اس کو سُنانی شروع کر دیتا۔ حالانکہ وہ جگہ وہاں سے ایک فرلانگ کے فاصلہ پر تھی۔ اور اگر آقا میں سوچ و بچار کا مادہ ہوتا تو وہ سوچتا کہ نوکر اپنی رفتار سے بھی گیا ہو تو وہ فاصلہ کتنی دیر میں طے ہو سکتا ہے۔ پھر اسکو سوچنا چاہیئے تھا۔ کہ آخر روٹی تیار تو ہو گی نہیں۔ باورچی کو کچھ دیر لگے گی۔ اسی طرح آنے کا وقت اگر گنا جاتا تو اس شخص کو شکایت کا موقعہ نہیں ہونا چاہیئے تھا مگر وہ بغیر سوچ سمجھ کے جلدی کر رہا تھا۔

پس آقا میں بھی سوچ و بچار صبر و تحمل حلم و وقار کا مادہ ہونا چاہیئے۔ اور اس کو صرف نوکر سے ہی "قوت متخیلہ" کی امید نہ رکھنی چاہیئے۔ (باقی دارد)

عبد الرحیم شبلی

توحید باری تعالیٰ کے متعلق

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم

انسان کی عملی زندگی میں توحید کی تعلیم

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہر مسلمان کے لئے جو دستور العمل مقرر فرمایا ہے۔ سراسر توحید سے لبریز ہے۔ اسلام میں داخلہ کے لئے جس اقرار پر بنیاد رکھی ہے وہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے کہ سوائے اللہ کی ذات کے کوئی معبود۔ محبوب اور مسجود نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے بندے ہیں۔

ایک مسلمان بچہ کی ولادت پر اس کے کان میں سب سے پہلی آواز اذان کی صدا ہوتی ہے۔ جس میں تمام عظمت و جبروت اللہ تعالیٰ کی ذات کیطرف ہی منسوب کیگئی ہے۔ آٹھ دس سال کا ہونے پر اسے نماز کی تلقین کیجاتی ہے۔ اور اس کا ماحول ایسا ہوتا ہے۔ کہ وہ ہر وقت توحید کی ندا ہی سنتا ہے۔ اذان۔ اقامت وغیرہ میں اور پھر نماز میں اللہ تعالیٰ کی ذات کے سامنے انتہائی تذلل کروایا جاتا ہے۔ اور تمام ما سوی اللہ سے برائت کروائی جاتی ہے۔ ہر روز پانچ وقت کا یہ سبق ناقابل فراموشی ہوتا ہے۔ مرتے وقت بھی ارشاد ہے:۔ مَن کان آخر کلامہ لا اِلٰہ اِلّا اللّٰہُ دخل الجنّۃ (ابوداؤد ریاض الصالحین صہ ۲۰۸) کہ جو شخص آخری وقت میں بھی لَا اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ کا پابند ہوگا۔ وہ جنت میں داخل ہو جائیگا۔ لَقِّنُوْا موتاکم لا اِلٰہَ اِلّا اللّٰہ۔ (مسلم کتاب الجنائز) جنازہ پڑھنے اور میّت کو لحد میں اتارنے کیوقت بھی اَلْکِبْرِیَاءُ لِلّٰہِ کا ہی سبق دیا ہے۔

تکمیل توحید کے لئے اپنی ذات سے الوہیّت کی نفی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی فراست نے دیکھا کہ مجھ سے پہلے بعض نبیوں کو معمولی کارناموں کیوجہ سے خدا یا خدا کا بیٹا بنایا گیا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ میری اُمّت کے لوگ بھی میرے کاموں کیوجہ سے کبھی شرک کے گندے عقیدے میں مبتلا ہو جائیں۔ اسلئے آپؐ نے مسلمان ہوتے وقت ہی ہر شخص سے اقرار لیا۔ "اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ واشھد اَنّ محمداً عبدہ و رسولہ (ترجمہ) کہ میں

گواہی دیتا ہوں۔ کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں۔" اور آئندہ ہر نو مسلم سے اس اقرار کا لینا ضروری قرار دیا گیا۔ گویا آپؐ نے توحید کو کامل صورت میں بیان فرما کر اس میں ہر قسم کی رخنہ اندازی سے زبردست روکیں قائم کر دیں۔ بایں ہمہ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں اس باب میں مفصل بیانات ہیں مثلاً فرمایا:۔

قل لا املك لنفسی ضرا ولا نفعا (یونس ع ۵)

ترجمہ:۔ کہدے کہ میں اپنے نفس کے ضرر اور نفع کا مالک نہیں (۲) لو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر وما مسنی السوء ج (اعراف ع ۲۳)

ترجمہ:۔ اگر میں غیب جانتا تو خیر کو جمع کر لیتا۔ اور مجھے کچھ ضرر نہ پہنچتا۔ صحیح احادیث میں ہے آپؐ نے فرمایا (۱) لا تطرونی کما اطرت النصاریٰ عیسیٰ بن مریم (شمائل ترمذی ص ۲۳) ترجمہ:۔ تم میری تعریف میں ایسا مبالغہ نہ کرنا جیسا کہ نصاریٰ نے مسیحؑ کی شان میں غلو سے کام لیا۔ (یعنی مجھے خدا کا بیٹا نہ بنانا۔ (۲) مرض الموت میں بھی حضورؐ نے دعا فرمائی۔ اللھم لا تجعل قبری وثنا یعبد۔

ترجمہ:۔ اے خدا میری قبر کو بت نہ بنا جسے لوگ پوجتے ہوں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اقسام شرک اور ان کے اخلاقی نقائص

بت پرستی اس کے متعلق فرمایا:۔ فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور (حج ع ۴) یعنی بتوں کی پرستش سے علاوہ گناہ اور نافرمانی الٰہی کے بعض گندی اخلاق اور جھوٹ کی عادت پیدا ہوتی ہے۔ کیونکہ انکو جعلی معبودوں کے قیام کے لئے بہت سے جھوٹے قصے گھڑنے پڑتے ہیں۔ علاوہ ازیں اس قسم کے شرک سے انسانی قربانی کا عمل گناہ صادر ہوتا ہے۔ اور بسا اوقات نادان ایسا کر بیٹھتے ہیں۔ حالانکہ یہ بہت بڑا جرم اور گناہ ہے۔ کہ انسان کا خون بت وغیرہ کے لئے گرایا جائے۔

عناصر پرستی

فرمایا:۔ لا تسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا للہ الذی خلقھن (حٰم سجدہ ع ۵) عناصر پرستی کا نتیجہ جہالت کمی علم کم ہمتی اور انسانی خوبی سے تغافل اور پست خیالی پیدا ہوتی ہے۔ کیونکہ انسان ان چیزوں سے خدمت لینے کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ لیکن جب وہ انکو معبود قرار دے لیتا ہے۔ تو وہ ان کی تحقیقات نہیں کر سکتا۔ اسلام نے اسی لئے فرمایا ہے وسخر لکم ما فی السموات وما فی الارض جمیعا منہ (جاثیہ ع ۲) کہ یہ تمام چیزیں تمہاری خادم بنائی گئی ہیں۔ تم ان سے کام لو۔

ابنیت کا عقیدہ

اس قسم کے شرک سے کی ذہنیت اس طرف چلی جاتی ہے۔ کہ وہ غلط طور پر خدا تعالیٰ کے ساتھ اپنا تعلق غیر معمولی خیال کرتا ہے۔ اور اخلاقی اور مذہبی ذمہ واری کو پورے طور پر ادا نہیں کرتا۔ قرآن کریم نے یہود وغیرہ کا جو عزیر کو خدا سمجھتے تھے ذکر کر کے فرمایا:۔ وقالوا لن تمسنا

النار الا ایاما معدودات ط کہ وہ لوگ کہتے ہیں۔ کہ ہم صرف چند روز تک آگ میں رہینگے۔ فرمایا قل اتخذتم عند اللہ عہدا فلن یخلف اللہ عہدہ ام تقولون علی اللہ مالا تعلمون (بقرع ۹) کیا تم نے اللہ تعالیٰ سے عہد کر لیا ہے یا تم بطور افترا یہ بات کہتے ہو یعنی یہ سراسر غلط ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ثنویت اللہ کا عقیدہ

دو خداؤں کے ماننے سے بھی نظام عالم مادی اور اخلاقی قائم نہیں رہ سکتا۔ جبتک انسان ایک قدوس ذات کے سامنے اپنے آپکو جوابدہ نہیں سمجھتا وہ اخلاقی تکمیل کے لئے جدوجہد نہیں کر سکتا اسی لئے فرمایا: لو کان فیہما الہۃ الا اللہ لفسدتا۔ اس جگہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اسلام نے نیکی کی تعریف ہی یہ کی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات جمیع صفات کا ملہ کیساتھ تطابق پیدا کیا جائے۔ جتنا جتنا انسان اس رنگ میں ہوتا جاتا ہے۔ اسی قدر وہ نیک ہوتا ہے اور نیکی میں ترقی کرتا ہے۔ پس اس اخلاقی تکمیل کے لئے توحید کا عقیدہ نہایت ضروری ہے۔

اسلام نے توحید باری کے بارہ میں نہایت مفصل تعلیم دی ہے۔ اسنے کہا ہے۔ کہ تم خدا تعالیٰ کی ذات میں کسی کو شریک مت قرار دو۔ وہ اپنی ذات میں یگانہ اور بے مثل ہے۔ تم اس کی صفات میں اس جیسا کسی کو مت خیال کرو۔ وہ اپنے کاموں میں یکتا ہے۔ وہ اپنی صفات میں بے مانند ہے۔ تم اس کے کاموں کو اسکے غیر کی طرف منسوب مت کرو۔ تم اس کی تعظیم اور عبادت میں کسی کو اس کا ہمسر مت بناؤ وہ واحد اور اکیلا خدا ہے۔ جو ازلی ابدی ہے۔ تم کو اسی باقی رہنے والی ہستی سے حقیقی محبت کرنی چاہیئے۔ باقی سب چیزیں فانی ہیں۔

وہ واحد ہے لاشریک ہے اور لازوال ہے
سب موت کا شکار ہیں اس کو فنا نہیں

قرآن شریف میں ہر شق کے متعلق متعدد آیات موجود ہیں۔ نمونہ کے طور پر چند پیش کی جاتی ہیں:۔

(۱) قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد۔ ترجمہ کہدے کہ اللہ ایک ہے۔ وہ سب کا سہارا ہے۔ نہ اس کا کوئی بیٹا ہے۔ اور نہ وہ کسی کا بیٹا ہے۔ اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے۔

(۲) اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم لا تاخذہ سنۃ ولا نوم لہ ما فی السموات وما فی الارض من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ یعلم ما بین ایدیہم وما خلفہم ولا یحیطون بشیء من علمہ الا بما شاء وسع کرسیہ السموات والارض ولا یؤدہ حفظہما وھو العلی العظیم (بقرع ۳۴) ترجمہ:۔ اللہ کی ذات ہی قابل عبادت ہے۔ وہ زندہ اور زندہ کرنیوالا اور خود قائم اور دوسروں کا سہارا ہے۔ وہ نیند اور اونگھ سے پاک ہے۔ اس کے لئے ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے۔ کون اس کے سامنے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بجز اس کی اجازت کے شفاعت کر سکتا ہے۔ وہ خوب جانتا ہے۔ جو انسانوں نے آگے کیا یا کریں گے۔ اور انکو اللہ کے علم سے کچھ بھی حاصل نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالےٰ کی حکومت بلند گردوں اور زمین پر ہر جگہ حاوی ہے۔ اور اسکو ان تمام کاموں سے کوئی گرفت نہیں ہوتی۔ وہ بہت بلند شان والا اور بزرگی والا ہے۔ (۳) یحبونھم کحب اللّٰہ والذین اٰمنوا اشد حبا للّٰہ (پ ۲ ع ۴) ترجمہ:۔ بت پرست بتوں سے ویسی ہی محبت کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ سے کرنی چاہیئے۔ اور جو مومن ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں نہایت مضبوط ہوتے ہیں۔ یعنی دنیا و ما فیہا کی محبت خدا کی محبت سے ٹکرا نہیں سکتی۔ اللہ تعالیٰ کی محبت ان پر غالب ہوتی ہے۔ اسلام نے توحید کا دلربا عقیدہ اپنی احسن صورت میں پیش فرما کر انسان سے اپیل کی ہے۔ کہ جب ہر چیز بجز اس کی ذات کے فنا پذیر ہے۔ اور زمانہ اس میں تغیر کرتا ہے تو تم کو اس دائمی ذات سے وابستگی پیدا کرنی چاہیئے حضرت ابراہیمؑ کا قول کیا ہی پُر حکمت ہے۔ کہ لا اُحبُّ الا اٰفلین۔ کہ غروب ہو جانے والے اور متغیر وجود میں کیونکر حقیقی وابستگی پیدا کر لوں ؛

دلائل توحید

اسلام نے صرف توحید اور اس کی حقیقت کو ہی بیان نہیں فرمایا بلکہ اسکے لئے عقلی دلائل اور براہین بھی پیش فرمائے (اول) نظام عالم کی باقاعدگی۔ فرمایا:۔ لو کان فیھما اٰلھۃ الا اللّٰہ لفسدتا (دوم) ہر چیز کا اپنی مقدار اور اندازہ میں بند ہونا اور ہر حقیقی اور ضرورت کے سامانوں کا موجود ہونا بھی اللہ تعالیٰ کی توحید کی دلیل ہے۔ اگر ایک خزانہ ہوتا تو نہ دنیا کی ہر چیز میں ایک ربط اور نسبت ہوتی اور نہ ہی ضرورت کے ساتھ اسکے پورا کرنے کے سامان.. مہیا ہوتے۔ بلکہ بسا اوقات ایسا ہوتا کہ پیاس تو ہے مگر اس کو دور کرنے کے لئے پانی وغیرہ نہیں۔ غرض نظام عالم کی وحدیت ترتیب وحدت صانع پر گواہ ہے۔ (سوم) فطرت انسانی کی آواز جب انسان پر مصیبت آتی ہے تو وہ صرف اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے۔ اور اس کے آگے گرتا ہے۔ بس توحید کا عقیدہ فطرتی عقیدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ (۱) اللّٰہ خالق کل شیءٍ وھو الواحد القھار (رعد ع ۲) (۲) خلق کل شیءٍ فقدرہ تقدیرا (فرقان ع ۱) (۳) اعطیٰ کل شیءٍ خلقہ ثم ھدیٰ (طٰہٰ ع ۲) (۴) واٰتاکم من کل شیءٍ ما سالتموہ وان تعدوا نعمت اللّٰہ لا تحصوھا ان الانسان لظلوم کفار (ابراہیمؑ ع ۵) ترجمہ:۔ اللہ ہر چیز کا خالق ہے۔ اور وہ اکیلا اور ہر چیز پر متصرف غالب ہے۔ اسنے ہر چیز کو پیدا کیا۔ اور ہر چیز کے اندازے مقرر فرمائے ہیں اسنے ہر چیز کو بنایا اور اسکے مناسب سامان ضرورت پیدا کئے۔ اے انسانو! اسنے تمہاری ہر فطرتی خواہش کو پورا کیا۔ اور اگر تم خدا کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو شمار نہیں کر سکتے۔ مگر با ایں ہمہ انسان مشرک اور انکاری ہو جاتا ہے۔ نعمتوں کے ذکر کے بعد ظلوم کے لفظ کو رکھ کر شرک کی مذمت کی ہے۔ سچ ہے:۔ ان الشرک لظلم عظیم۔ (۳) وتنسون ما تشرکون (انعام ع ۲)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۲) امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء یجعلکم خلفاء الارض ءالٰہ مع اللہ قلیلاً ما تذکرون ٥ (النمل ع ٥) کہ بتلاؤں جب تم بے بس ہو جاتے ہو تو کیا باقی معبودوں کو بلاتے ہو یا صرف اللہ تعالیٰ کو جب صرف اللہ تعالیٰ کو بلاتے ہو تو معلوم ہوا۔ کہ تمہاری فطرت خدا تعالیٰ کی واحدانیت کی گواہ ہے ۔

(چہارم) اللہ تعالیٰ کی صفات اس کے حسن کو بطور دلیل توحید بیان فرماتا ہے۔ یا یہا الناس اعبدو ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون ٥ الذی جعل لکم الارض فراشاً و السماء بناءً و انزل من السماء ماءً فاخرج بہ من الثمرات رزقاً لکم فلا تجعلوا للہ انداداً و انتم تعلمون ٥ (بقر ع ۳) ترجمہ:۔ اے لوگو اللہ کی عبادت کرو جس نے تم کو پیدا کیا اور تمہارے آبا و اجداد کو بھی۔ وہ خدا جس نے تمہاری خاطر زمین کو بچھونا اور آسمان کو چھت بنایا۔ اور بادلوں سے پانی اوتارا اور تمہارے رزق کے لئے مختلف پھل پیدا کئے (گویا حسن اور احسان کو مکمل کر دیا) تم اس کا کوئی شریک نہ بناؤ۔ اور تم جانتے ہو ٥

(پنجم) انبیاء و بزرگان مذہب کی شہادت قرآن مجید کا دعوے ہے کہ ہر مذہب کا نبی اور رسول دنیا میں توحید کی ہی تعلیم لیکر آیا تھا۔ اور یہ اتفاق عالمگیر اتفاق اس بات پر پختہ شہادت ہے۔ کہ درحقیقت اللہ تعالیٰ واحد ہے۔ اندریں صورت توحید کا عقیدہ ہی مذاہب کی صلح کا ذریعہ ہو سکتا ہے۔ اسی بناء پر اسلام نے کہا:۔ یا اھل الکتٰب تعالوا الیٰ کلمۃٍ سواءٍ بیننا و بینکم الا نعبد الا اللہ الایۃ۔ (آل عمران ع ۶) اے اہل کتاب آؤ ہم ایک بات پر متفق ہو جائیں جو بلحاظ اصول تعلیم کے تمہارے لئے اور ہمارے لئے یکساں ہے۔ یعنی ہم سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کی عبادت نہ کریں۔ اور کسی کو معبود نہ بنائیں

قرآن مجید نے اس شہادت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔ واولوا العلم قائماً بالقسط (آل عمران ع ۲) یعنی خدا تعالیٰ اپنے نشانوں کو اپنی قدرتوں اور تجلیات کے ذریعہ اپنی توحید کو منواتا ہے۔ اور خدا کے برگزیدہ انبیاء اور دیگر اہل علم بھی اس امر کی شہادت دیتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ اپنی ذات وصفات میں یگانہ ہے۔ گویا قرآن پاک کا یہ دعویٰ ہے۔ کہ جملہ رسول توحید کا پرچار کرنے کے لئے ہی آئے تھے۔ فرمایا:۔ ولقد بعثنا فی کل امۃٍ رسولاً ان اعبدوا اللہ واجتنبوا الطاغوت (النحل ع ۵) ترجمہ:۔ ہم نے ہر امت میں رسول بھیجے ہیں جو یہ تعلیم دینے کے لئے آئے کہ اللہ کی عبادت کرو۔ اور بتوں وغیرہ کو ترک کر دو یہی وجہ ہے کہ ابتداء دنیا سے توحید پرست اقوام کو ہی غلبہ رہا ہے۔ خدا کی تائید ان کے شامل حال ہوتی ہے۔ مشرک خدا رسیدہ نہیں ہو سکتا۔ لا یکلمھم ولا یھدیھم سبیلا ٥

(ششم) اسلام نے دنیا کو اشرف المخلوقات قرار دیا ہے۔ ولقد کرمنا بنی آدم اور یہ ایک بھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بات ہے۔ کہ معبود ہمیشہ اعلیٰ ہونا چاہیئے۔ لہذا جملہ مخلوقات میں سے کوئی چیز انسان کی معبود نہیں ہو سکتی اس کا معبود صرف اور صرف ایک خدائے خالق ہو سکتا ہے ؛ والسلام

دمرسلہ :- خاکسارہ حمیدہ بنت منشی خادم حسین صاحب مرحوم احمدی بھیرہ ضلع شاہپور)

مضمون نگاری!

میری محترمہ بہن قانتہ صاحبہ پشاور نے جہاں مضمون نگار بہنوں کی اخبار مصباح میں فہرست دی ہے۔ اس عاجزہ کو بھی یاد فرمایا۔ گو میں کوئی ایسی مضمون نگار نہیں جیسا کہ انہوں نے ظاہر فرمایا۔ تاہم ان کی خواہش کو میں قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہوئی اپنا احمدیت میں داخل ہونیکا قصہ سناتی ہوں۔ اس قصہ سے پہلے مناسب ہوگا۔ کہ اپنے آبائی مذہب کا ذکر کروں ؛

ہم حنفی مذہب کے پیرو تھے۔ میرا خاوند شیعہ مذہب کیطرف راغب ہو گیا۔ مجھے اس بات پر بہت رنج ہوتا۔ ہم آپس میں میاں بیوی بہت بحث مباحثہ کرتے۔ جب کوئی صورت فیصلہ کی نظر نہ آتی تو بڑی عاجزی سے خدا تعالیٰ کے حضور یہی دعا کرتے کہ الٰہی! حضرت امام مہدی کو ہماری زندگی میں ظاہر فرما تاکہ وہ آکر ان تمام جھگڑوں کا فیصلہ کرے۔ گو وہ امام موعود موجود تھے۔ لیکن ہمارے کانوں نے نہیں سنا تھا۔

یقیناً یہ ہماری عاجزانہ دعا منظور ہو گئی۔ کہ ہم اپنے خاندان اور برادری و رعایا غرضیکہ تمام قوم سے پہلے ہی سلسلہ عالیہ میں داخل ہوئے۔ اور بذات خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست حق پرست پر شرف بیعت حاصل کیا۔ خدا تعالیٰ نے پہلی راہنمائی یہ فرمائی کہ میرے خاوند کو خواب میں کسی وجیہہ شکل بزرگ نے کہا کہ دیکھو امام بخش (نام لیکر مخاطب کیا) ابوبکرؓ و عمرؓ کے ذمہ کوئی سہو و خطا نہیں اس خواب نے اُن پر ایسا اثر کیا کہ شیعہ عقائد سے فوراً دست بردار ہو گئے۔ شیعہ مذہب کا لب لباب ہی یہی ہے کہ ان پاکباز ہستیوں کو غاصب خلافت سمجھا جاوے۔ باقی باتیں تو ان کی شاخیں ہیں۔ جب بیخ اُکھڑ گئی تو پھر شاخیں کس طرح قائم رہ سکتی تھیں۔ مگر مجھے اس مسئلہ پر بحث کرنے کی کوئی ضرورت نہیں یہ بات بھی اس لئے بیان کر دی ہے۔ تاکہ معلوم ہو کہ کس طرح ہم اپنے آپکو اس ہادی برحق کے محتاج سمجھتے تھے۔ آخر خدا تعالےٰ کے فضل نے خود ہمیں کھینچکر احمدیت کی آغوش میں دے دیا۔ اچانک یہ آواز آئی۔

؎ چہ گویم با تو گر آئی جہاں در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

یعنی ایک دن صبح سات آٹھ بجے سردار صاحب یعنے میرا خاوند ہاتھ میں اخبار بدر نامی لئے گھر آئے۔ اور مجھے بلا کر کہا کہ تمہیں آج نئی بات سنائیں۔ میں آکر بیٹھی تو وہ اخبار جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زلزلہ کی پیشگوئی فرمائی تھی۔ اور حضور خود باغ میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قیام پذیر تھے۔ اخبار میں حضورؑ کے الہام و حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قدرے وفات کا ذکر اور کچھ لوگوں کے اعتراضوں کے جواب تھے۔ ہم نے بڑی حیرانی سے ان باتوں کو پڑھا۔ سردار صاحب سے میں نے دریافت کیا۔ کہ یہ اخبار کہاں سے ملی۔ تو انہوں نے فرمایا۔ کہ ڈاک منشی نے دی ہے۔ وہ خود بھی ہماری طرح ناواقف تھا۔ ایک دفعہ اس منشی مذکور نے پھر بھی اسی اخبار کا پرچہ دیا۔ لیکن پرانے خیالات جو عقیدہ کے رنگ میں دماغ میں آگئے تھے۔ وہ صرف دو پرچوں سے کیسے نکلیں۔ لیکن دل چاہتا تھا۔ کہ کسی طرح اس معاملہ کی اچھی طرح وضاحت ہو میں سردار صاحب سے کہتی کہ کسی سے آپ دریافت کریں۔ وہ فرماتے ہاں مجھے خود خیال ہے۔ مگر کوئی واقف کار ملے تو پوچھوں تھوڑا عرصہ گذرا کہ ایک میراب گورداسپور کا ملازمت کے باعث یہاں آگیا۔ سردار صاحب نے اُس سے دریافت فرمایا تو اُس نے ہماری تمام امیدوں پر پانی پھیر دیا۔ اور کہا کہ یہ محض دوکانداری اور دھوکا بازی ہے۔ کافی عرصہ کے بعد سردار صاحب اپنے کام کی خاطر لاہور گئے۔ اور مہینہ سوا مہینہ وہاں رہے وہاں انہوں نے مخالفت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ زور شور دیکھا کہ الامان۔ شاہی مسجد میں تقریریں ہو رہی تھیں۔ ٹریکٹ و اشتہار مفت تقسیم کئے جارہے تھے۔ سردار صاحب کو بھی دیئے گئے جنکو سردار صاحب ہمراہ لائے۔ اسی عرصہ میں بستی بزدار جو ہمارے قریب تھی۔ وہاں احمدیت پہنچ چکی

تھی۔ لیکن ہمیں کچھ علم نہ تھا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ یہاں کا باشندہ مولوی ابوالحسن خان نامی دہلی پڑھتا تھا۔ وہاں سے وہ احمدیت لایا۔ اس کے ذریعہ بستی بزدار میں تین شخص احمدی ہوگئے۔ دو شخص خواندہ تھے تیسرا ناخواندہ تھا۔ اسی ناخواندہ کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے ہمیں احمدیت جیسی نعمت عطا کی اللہ تعالیٰ اُسے غریق رحمت کرے۔ پھُل خان اس کا نام تھا۔ جراحی کا کام کرتا تھا۔ اور یہاں ہمارے کوٹ قیصرانی میں بھی آکر لوگوں کا علاج کرتا رہتا تھا۔ اسواسطے اس کی آمدورفت یہاں اکثر رہتی تھی۔ ایک دن سردار صاحب اپنی مردانہ بیٹھک میں چند آدمیوں سمیت بیٹھے تھے کہ پھُل خان آگیا۔ اِدھر اُدھر کی باتیں ہوتے ہوتے کسی شخص نے سردار صاحب کو مخاطب کرکے کہا کہ پھُل خان نے مذہب تبدیل کرلیا ہے۔ سردار صاحب نے پھُل خان سے پوچھا تو اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر خیر کیا۔ تب سردار صاحب جو کچھ لاہور میں دیکھ سُن آئے تھے پھُل خان کو غلطی خوردہ سمجھکر اُس کو وہ باتیں سمجھانے لگے۔ اس نیکدل انسان نے کہا کہ دیکھو سردار صاحب آپنے مخالفوں کی تقریریں سُنیں لٹریچر پڑھا۔ اگر تحقیق حق ہے۔ تو ہماری کتابیں بھی پڑھیں میں آپکو لاکر دونگا۔ سردار صاحب نے وعدہ کیا کہ میں ضرور پڑھوں گا۔ وہ مرحوم مغفور انسان تلاش کر کرکے ہمیں کتابیں لاکر دیتا۔ ایک ختم ہوتی تو اور تلاش کرکے لاتا جاڑے کا موسم تھا۔ اکثر ہم رات کو پڑھتے تھے۔ سچ آخر سچ ہی ہے۔ مخالفین کی باتیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھی تو ہم نے سنی اور پڑھی تھیں ۔ ان کے مقابلہ میں یہ کتب نور اور نافہ تھیں جو ہمارے دماغوں کو روشن و معطر کرنے لگیں ۔ ہمارے مخالف اگر تحقیق حق کے خیال سے پڑھیں تو کوئی وجہ ہی نہیں کہ اُن پر حق ظاہر نہ ہو ۔ ہم اپنی کیا کہیں ۔ جب ہم پر حق کھلنے لگا اور دن بدن ایمان ترقی کرتا گیا تا یقین کی حد کو پہنچا تو پھر میں اس خوشی کی کیا مثال دوں ٹھیک اسی طرح ہو گا جس طرح کسی کا باپ دادا کوئی مدفون خزانہ چھوڑ کر مر گیا ہو ۔ اور اولاد اس خزانہ کو تلاش کرتے کرتے اخلاس کی حالت میں پہنچ گئی ہو ۔ تب اچانک وہ خزانہ ملجائے یا کوئی پیاسا کسی ویرانہ میں پانی کی تلاش میں جاں بلب ہو ۔ اُسے پانی کے بجائے سرد خوش ذائقہ لذیذ شربت ملجاوے ۔ تو اُسے کس قدر خوشی ہو گی ۔ کیا یہ کوئی معمولی بات ہے جس کے انتظار میں ہمارے باپ دادا گذر گئے سینکڑوں اولیاء اللہ ترستے رہ گئے ۔ وہ ہمیں یہیں پنجاب میں مل گیا ۔ عرب و یمن کیطرف سب کی نگاہیں تھیں ۔ گویا وہ خود ہی ہماری تلاش میں ہمارے ملک میں آگیا ۔ بیشک یہ پنجاب کا حق تھا ۔ کہ مہدی موعود یہاں ہی پیدا ہوتے کیونکہ جسقدر مذاہب مختلف ملکوں میں ہیں وہ تمام کے تمام اسی ملک ہند میں جمع ہیں ۔ جہاں بیمار ہوتے ہیں حکیم و ڈاکٹر کی وہاں ضرورت پڑتی ہے ۔ ہم بیمار تھے ۔ بلکہ مردے تھے ۔ خوب فرمایا جناب ثاقب صاحب نے ۔ شعر

ہم مردے تھے آئے خدا جلایا تو نے
اندھے تھے رہِ راست سجھایا تو نے
کوری تھی جو چشم دل میں وہ دور ہوئی
آنکھوں سے مسیحا کو دکھایا تو نے

جب خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے سمجھ عطا فرمائی تو پھر پورانی باتیں جو عقیدہ کے رنگ میں تھیں وہ ہمیں خود ہی شرمندہ کرتیں عقل ان باتوں کو دُور پھینکتی کہ او ہو ہم کیسی غلطی میں تھے ۔ ابن مریم کے نام و نزول کے لفظوں نے کہاں سے کہاں پہنچایا ۔ یعنے ایک نزول کے لفظ کی خاطر حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی آسمان سے اسی خاکی جسم کے ساتھ آمد کا قصہ گھڑنا پڑا حالانکہ ایسا نزول کا لفظ لوہا اور چارپائے ۔ لباس کے متعلق بھی جب آچکا ہے ۔ تو پھر کسقدر بے وقوفی ہے کہ خواہ مخواہ ہم ایسے معنے کریں ۔ جو ہمیں الجھن میں ڈالکر دین سے بھی دُور کر دیں خصوصاً جب روزمرہ یہی لفظ استعمال میں رہتا ہے ۔ کہ آپ کہاں اترے ہیں یا کہاں اترو گے یا ہم وہاں اُتر پڑے تو کیا سب آسمان سے ہی اُترتے ہیں ۔ باقی رہی یہ بات کہ حضرت مسیح نہ قتل ہوئے اور نہ مصلوب تو پھر کیا موت صرف قتل و مصلوب ہونے کے بغیر نہیں ہو سکتی ۔ کیا تمام لوگ اسی ذریعہ سے مر رہے ہیں ؟ بیشک خدا تعالیٰ نے انہیں صلیبی موت سے بچالیا مگر اس کا مطلب یہ تو نہیں ہو سکتا ۔ کہ وہ آسمان پر چلے گئے ۔ ورنہ پھر عیسائیوں کی طرح یوں کیوں نہ کہدیں ۔ کہ وہ ابن اللہ تھا تب ہی باپ کے پاس آسمان پر چلا گیا ۔ لیکن کیا خدا تعالےٰ محدود ہستی ہے ۔ کہ آسمان پر ہے اور زمین پر نہیں ۔ خود تو فرماتے ہیں ۔ کہ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ

وَجْهُ اللّٰهِ یعنی جہاں منہ کرو۔ وہیں اللہ تعالیٰ ہے تو بس اسی زمین پر اس نے بچایا یہ اپنی قدرت کا نمونہ صرف حضرت مسیح علیہ السلام میں خدا تعالیٰ نے نہیں دکھایا۔ بلکہ اپنے اور رسولوں میں بھی دکھایا۔ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کو طوفان کی موجوں سے بچایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ سے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے خوف سے اُن کی اپنی ماں نے صندوقچہ میں بند کر کے دریا میں ڈال دیا۔ وہ کون تھا۔ کہ اُسے بچا کر جس دشمن کے خوف سے دریا میں حضرت موسیٰ ع کو ڈالا گیا تھا۔ اسی دشمن کے گھر میں لاکر پرورش کرائی۔ وہی قادر خدا تھا جس نے حضرت یونس ع کو مچھلی کے پیٹ سے بچا لیا تھا۔ وہی ہے جس نے حضرت یوسف ع کو کوئیں سے نکالکر تخت شاہی پر بیٹھا دیا۔ اسی طرح حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو بھی صلیب سے بچا کر سرینگر کشمیر پہنچایا (میرا مضمون لمبا ہو جاویگا) سو اس تبلیغی پہلو کو چھوڑ کر اصل بات کیطرف رجوع کرتی ہوں۔ اور اسمیں بھی بہت اختصار سے کام لوں گی۔ سو واضح ہو کہ جب ہم کو یقین ہو گیا۔ کہ یہ وہی مسیح و مہدی ہیں۔ جن کو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلام بھیجا۔ تو پھر ہمنے بیعت کا خط لکھا۔ اس خط میں سردار صاحب مرحوم و مغفور نے ایک مدحیہ نظم بھی لکھی۔ جس کے دو چار شعر مجھے اب بھی یاد ہیں۔ وہ یہاں درج کر دیتی ہوں ضرور دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ شعر

سہ عقدہ لاحل جہاں کے ہونگے حل جنکے سبب
آج وہ مشکل کشا اصل علی پیدا ہوئے
عاصیانِ عالم امکان کو مژدہ ہو کہ پھر
راہنما نورِ خدا اصل علی پیدا ہوئے

۲۰ راکتوبر سنہ ۱۹۰۶ء ہم دونو میاں بیوی نے بذریعہ خط بیعت کر لی۔ سردار صاحب نے خود تو دو تین مہینے کے بعد قادیان شریف جاکر دستی بیعت کی مگر عاجزہ راقمہ نے سنہ ۱۹۱۰ء بال بچوں سمیت بہمراہی سردار صاحب دارالامان جاکر زیارت کا شرف حاصل کیا۔ آج سنہ ۳۲ء ہے۔ جو لوگ اسوقت قادیان شریف کو از سر نو دیکھتے ہونگے۔ وہ خیال کرتے ہوں گے۔ کہ شاید ابتدا سے یہی آبادی ہوگی۔ لیکن میری طرح جسنے پہلے دیکھا ہوگا۔ یا مجھ سے بھی پہلے دیکھنے والے اب دیکھکر اُن کے دل وجد میں آجاتے ہوں گے۔ کیونکہ ہر مکان خدا تعالیٰ کا تازہ نشان نظر آتا ہے۔ اور بے اختیار منہ سے نکلتا ہے۔ شعر

ناز کر تو بخت پر اے قادیاں کی سرزمیں
یثرب و مکہ کے رتبہ میں ذرا تو کم نہیں

بے شک يَأْتُونَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ۔ خدا کا وعدہ ہے۔ جبھی تو قادیان دن دوگنی رات چوگنی ترقی کر رہا ہے۔ وہ ہستی جو پردہ غیب میں ہے۔ وہ اپنے برگزیدہ بندوں کے ذریعہ ان نشانات سے چہرہ نمائی فرماتی اور اپنی ہستی کا ثبوت دیتی ہے۔ جس سے طالبانِ حق تسلی پاتے اور سرور حاصل کرتے ہیں۔ شعر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سہ قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت
اس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے
جس بات کو کہے کہ کروں گا میں یہ ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

کہاں ہے مولوی محمد حسین بٹالوی جو راستہ پر کھڑا ہو کر جانیوالوں کو روکتا تھا؟

میرا ذوق مجھے کہاں سے کہاں لے گیا۔ اب اصل بات کیطرف رجوع کرتی ہوں۔ جب ہم حضرت اقدسؑ کے دروازہ پر پہنچے دربان سے سردار صاحب نے فرمایا کہ آپ کسی عورت کو بلاویں کہ ہمارے عیال کو اندر لیجاوے۔ اس نے کسی کو بلایا وہ ہمیں اندر سے اوپر کو لے گئی۔ صحن میں تخت پوش پر ایک عابد شکل مجسم نور اسّی سال کا بزرگ بیٹھا وضو فرما رہا ہے۔ آگے قلم دوات اور کاغذات رکھے ہوئے ہیں۔ دل نے گواہی دی کہ ضرور یہی بزرگ مسیح موعود علیہ السلام ہوں گے مگر احتیاطاً میں نے اپنی راہبر بیوی سے پوچھا کہ یہ کون بزرگ ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ یہی حضرت صاحب ہیں چونکہ حضرت ام المومنین صاحبہ سامنے کے کمرہ میں تشریف فرما تھیں۔ وہ راہبر بیوی ہمیں وہاں لیجارہی تھی۔ لیکن میں پہلے حضرت اقدس کی خدمت میں چلی گئی۔ سلام علیکم عرض کر کے نیچے پختہ فرش پر ہی بیٹھ گئی۔ حضورؑ نے سلام کا جواب دیکر دریافت فرمایا کہ کہاں سے آئے ہیں۔ ہم نے اپنا وطن بتایا سردار صاحب کا نام لیا۔ آپؑ بشاش چہرہ سے احوال دریافت فرماتے اور سنتے رہے۔ عصر کا وقت تھا۔ جو حضور نماز کی تیاری کر رہے تھے۔ آپؑ مسجد مبارک میں نماز پڑھنے تشریف لے گئے اور ہمیں فرمایا کہ آپ وہاں جا بیٹھیں۔ یعنی جہاں حضرت ام المومنین صاحبہ تشریف فرما تھیں۔ ہم ان کی خدمت میں پہنچیں۔ السلام علیکم عرض کیا۔ آپ نے کمال مہربانی و کشادہ پیشانی سے جواب دیا۔ احوال دریافت فرمایا۔ پیاس کا پوچھا کیونکہ سفر کی تکلیف سے پیاس کا لگ جانا ضروری بات ہے۔ لیکن اسوقت کے سفر کرنیوالے کیا سمجھیں کہ بٹالہ سے قادیان تک سب کچی سڑک کے یکہ کی سواری کسقدر تکلیف دہ تھی فوراً شربت بنوایا۔ ہم چار آدمی تھے سیر ہو کر پیا۔ کیا ہی مہمان نوازی ہے ہمارا وہ آقا جو روحانی باپ تھا۔ جسکا کلام ہم جیسے مردہ لوگوں کے لئے زندگی بخش تھا۔ واقعی اس کے شان کے شایاں یہی ہماری روحانی والدہ حضرت اُمّ المومنین صاحبہ خدیجہ ثانی ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کو ہمیشہ سلامت باکرامت رکھے۔ بذات خود چلکر ہمیں نیچے والے کمروں سے کمرہ دیا۔ سامان رکھوایا پر تکلف کھانا بھجوایا۔ میں کھانا کھانے کے بعد شام کو اُوپر بغرض بیعت گئی۔ اور بیعت کیواسطے عرض کیا تو فرمایا کہ آپ آج ہی آئے ہو رہو گے تو بیعت بھی ہو جائیگی اس جگہ مختصراً ایک اور بات بھی عرض کر دیتی ہوں وُہ یہ کہ ہماری چھوٹی سی ریاست ہے جس کے حکمران اس وقت میرے خُسر صاحب تھے۔ ان کا بڑا بیٹا باپ کی زندگی میں ایک لڑکا چھوڑ کر فوت ہو گیا۔ میرے خُسر صاحب چاہتے تھے۔ کہ متوفی بیٹے کا بیٹا میرا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ولیعہد ہو۔ مگر سردار صاحب اپنے آپکو حقدار سمجھتے تھے۔ اسی اختلاف کیوجہ سے سردار صاحب کے والد خود و برادر زادہ خود کے درمیان جھگڑا تھا۔ حضرت اقدسؑ سے دعا کیواسطے سردار صاحب نے عرض کیا تھا انہیں باتوں کے متعلق حضورؑ احوال دریافت فرماتے رہے۔ اور دعا کا وعدہ فرمایا۔ دو روز بعد پھر میں نے بیعت کے متعلق عرض کیا تو فرمایا کہ کیا آپ نے میری کوئی کتاب بھی دیکھی ہے۔ میں نے عرض کیا کہ ہاں حضور میں نے بہت کتب دیکھیں۔ حضورؑ نے نام دریافت فرمائے تو میں نے جتنے نام یاد آئے سنا دیئے۔ تو آپؑ نے بہت خوش ہو کر میری بیعت لی اور فرمایا کہ اسوقت جو کتاب تحریر کر رہا ہوں اسکا نام "چشمہ معرفت" رکھوں گا۔ جب چھپیگی تو آپکو بھجوا دوں گا۔

ملفوظات

ایک دن میں نے عرض کیا۔ کہ میں نے سُنا ہے۔ کہ کسی مولوی صاحب نے بمقام تونسہ شریف اپنی تقریر کے دوران کہا کہ حفظ قرآن محض نابینا انسان کیواسطے بسبب مجبوری نابینائی کے ہے۔ ورنہ ناظرہ کا ثواب زیادہ ہے۔ دلیل یہ دی کہ ہر ایک عضو کو کام کرنا پڑتا ہے۔ اسواسطے ثواب بھی ہر ایک عضو کو پہنچتا ہے۔ مثلاً جب چلکر قرآن شریف اُٹھایا تو چلنے کا ثواب پاؤں اور ٹانگوں کو ملا۔ قرآن شریف اٹھانے کا ثواب ہاتھ اور بازو کو۔ دیکھنے کا آنکھوں کو۔ غرضیکہ سب عضو مستحق ثواب ہو گئے ——

فرمایا کہ اُس مُلّاجی سے کہدیں۔ کہ جب تو نماز پڑھتا ہے۔ تو کیوں سپارہ آگے نہیں رکھ لیتا۔ کیونکہ نماز میں بھی تو قرآن کریم پڑھا جاتا ہے۔ تاکہ یہ ثواب بھی زیادہ ملجاوے۔ اسپر حضورؑ نے دیر تک تقریر فرمائی۔ کہ دیکھو لوگوں نے کیا کیا اعتقاد نکالے ہیں۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم حفظ پڑھا صحابہؓ اکثر حافظ تھے۔ تو گویا اُن کو یہ ثواب نہ ملا جو یہ لوگ حاصل کر رہے ہیں۔ اسی طرح درویشوں کا حال ہے۔ جو اپنے آپ کو فقیر کہتے ہیں۔ انہوں نے بھی ایک ڈھب نکالا ہے۔ یعنی بعض سبز بعض نیلے پیلے رنگ کپڑوں کو دیکر ایک طرح کے نشان مقرر کر رکھے ہیں کہ یہ حاجی ہے یا فقیر ہے یا سجادہ نشین ہے۔ بعضوں نے منکے کے ہار گلے میں ڈال رکھے ہیں۔ ہاتھ میں لمبی لمبی تسبیح بھلا ان باتوں سے اسلام کو کیا تعلق۔ فرمایا کہ جو لوگ یہاں آتے ہیں۔ ان کے دل میں پہلے سے ایک نقشہ ہوتا ہے۔ جو خود بخود ہی ایک خیالی بنا رکھا ہوتا ہے۔ جب اُس کے مطابق نہیں دیکھتے تو گھبرا جاتے ہیں مثلاً ان کا خیال ہوتا ہے کہ وہ (حضرت اقدس) ہاتھ میں تسبیح لئے ایک مخصوص جگہ پر بیٹھے ہوئے رات دن عبادت میں مشغول ہو گا۔ یہاں آکر دیکھا تو ہم چلتے پھرتے کام بھی کرتے اور روٹی بھی کھاتے۔ اور بولتے ہنستے بھی ہیں۔ جیساکہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق قرآن کریم میں کفار کا قول نقل ہوا ہے۔ کہ یہ جو رسُول بنا پھرتا ہے۔ روٹی کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا ہے۔ سو جو گھر سے ایمان کے ساتھ آتا ہے۔ وہی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایمان کے ساتھ جاتا ہے۔ ایک ہندو کا آپنے ذکر کیا۔ کہ وہ مسلمان ہوا اور اُسے شوق ہوا کہ بیت اللہ جاکر حج کرے۔ وہاں خدا کا نور ہوگا اور بڑے بزرگ نیک لوگ ہونگے یہ نقشہ جاکر وہ حج کو چلا۔ وہاں دیکھا تو ایک کوٹھہ نظر آیا جو بیت اللہ تھا۔ خیال آیا کہ کیا میں اسکے لئے اتنا سفر کرکے آیا ہوں۔ کہاں کے نیک و بزرگ کئی لٹیرے بدوی نظر آئے۔ اور یہ جو خیال کیا تھا۔ کہ وہاں خدا کا نور ہوگا۔ خدا کا نور تو اسکے گمان سے بھی دس گنا زیادہ تھا۔ لیکن اس کی آنکھیں نور دیکھنے والی نہ تھیں۔ واپس آکر پھر ہندو بن گیا۔ ایکدن حضرت اُمّ المومنین سلمہا اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؑ کے ہمراہ بغرض تفریح سیر کو باہر تشریف لیگئیں۔ عاجزہ راقمہ و دیگر بہت سی مستورات برقعہ پوش حضرت ممدوحہ کی اردل میں چلیں۔ میرا بیٹا سردار امیر محمد خان جو اسوقت بفضلہ تعالےٰ صاحب اولاد ہے۔ اسوقت قریباً چار سال کا ہوگا۔ یہ حضور علیہ السلام کے آگے پیچھے دوڑتا کھیلتا جاتا تھا۔ ہمارے ملک میں لڑکوں کو بھی زیور پہناتے تھے۔ چنانچہ یہ بھی زیوروں سے خوب آراستہ تھا۔ جب حضورؑ واپس دولت خانہ میں تشریف لائے تو مجھے فرمایا کہ خدا نے آپکو لڑکا دیا تو کیا آپکا دل چاہتا ہے۔ کہ یہ زیور پہن کر لڑکی نظر آئے۔ میں یہ ارشاد سنکر فوراً زیور اتارنے لگی تو حضرت اُمّ المومنین نے فرمایا کہ کیا آپ زیور اُتارتی ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ کہ جی ہاں۔ تو حضرت ممدوحہ نے زبان سے یہ فرماکر کہ اچھا یہ سعادت میں حاصل کرتی ہوں۔ بذات خود سب زیور اُتار کر رکھدیئے۔ حضرت اقدسؑ وضو فرمارہے تھے۔ اور اس طرف بھی خیال تھا۔ وضو سے فارغ ہوکر بچہ کے پاس آکر تبسم سے دیکھکر فرمایا کہ تم احمدی اب ہوئے

معزز ناظرات طوالت کے خوف سے میں تبلیغی پہلو کو اکثر جگہ چھوڑ دیتی ہوں۔ مگر اس جگہ اتنا ضرور عرض کرونگی۔ کہ غض بصر کیوجہ سے ابتک حضورؑ کو پتہ نہ لگا۔ والا جب میں حضورؑ کی خدمت میں حاضر ہوتی تو بچہ ہمیشہ ہی میرے ساتھ ہوتا۔ آج کھلے میدان میں حضورؑ کے آگے پیچھے دوڑتا ہوا لڑکا نظر آیا۔ تب زیورات کا پتہ لگا ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایکدن بسواری رتھ سیر کو تشریف لے گئے حضرت اقدسؑ و حضرت ام المومنین صاحبہ اور چھوٹی صاحبزادی امۃ الحفیظ بیگم دروازہ سے ہی سوار ہوئے۔ باقی مستورات برقعہ پوش رتھ کے ساتھ پیچھے جارہی تھیں۔ تھوڑی دور جاکر حضور علیہ السلام اُتر پڑے اور میرے واسطے فرمایا کہ وہ سوار ہوں۔ میں یہ سمجھکر کہ حضورؑ کی بڑی صاحبزادی و بڑی بہو صاحبہ پیدل ہوں۔ اور میں سوار نہ مناسب سمجھکر میں نے عذر کردیا۔ کہ نہیں میں بخوشی پیدل چلتی ہوں۔ حضورؑ نے میری بات سنکر خود ہی فرمایا۔ کہ نہیں آپ سوار ہو جاویں۔ دوبارہ میں نے عرض کیا کہ ابھی میں تھکی نہیں۔ تب حضورؑ نے فرمایا کہ حکم کا مان لینا سعادت ہے۔ تب میں فوراً سوار ہوگئی۔ حضورؑ واپس دولت خانہ تشریف لے آئے۔ تھوڑی دُور جاکر حضرت اُمّ المومنین صاحبہ بھی اُتر پڑیں۔ اور حضورؑ کی صاحبزادی و بہو صاحبہ سوار ہوئیں ؛

ایکدن حضورؑ کا وضو ایک خادمہ کرا رہی تھی جو پانی نیچے گر رہا تھا۔ میں نے ایک چلو اس سے لے کر سپرم سردار امیر محمدؐ خان کی آنکھوں پر لگایا کیونکہ سپرم کی آنکھیں ہمیشہ خراب رہا کرتی تھیں۔ بہت سے علاج کئے حتٰی کہ جونکیں بھی لگوائیں۔ مگر پوری شفایاب کبھی نہ ہوتی تھیں خدا کے فضل سے اُسی دن سے خدا نے شفا بخشی۔ پھر کبھی خراب نہ ہوئیں۔ آئیندہ اللہ تعالیٰ کا فضل درکار ہے۔ ایکدفعہ خادمہ وضو کرا رہی تھی۔ میں نے جاکر اس سے بدنہ لوٹا لینا چاہا تاکہ میں وضو کراؤں۔ وہ انکار کرنے لگی۔ حضورؑ نے فرمایا۔ دیدو ہر ایک کیواسطے سعادت ہے۔ اسلیے دیدیا تب میں نے حضورؑ کا وضو کرایا اب میں اپنی رخصت کا ذکر سُنا کر مضمون کو ختم کرتی ہوں۔ ہم کو دارالامان آئے ہفتہ ہوا۔ تب سردار صاحب نے مجھے فرمایا کہ حضرت اقدسؑ مہمانوں کو جلدی رخصت نہیں دیا کرتے۔ آج ضرور رخصت کیواسطے عرض کر دینا آخر حضورؑ فرمائیں گے کہ کچھ دن اور ٹھہرو۔ تو دو چار دن اور ٹھہر جاؤ نگی چنانچہ رخصت لینے ہیں حضور کی خدمت میں حاضر ہوئی حضورؑ اپنی تالیفات کے کام میں مصروف تھے میں نے جاکر سلام علیکم عرض کرنے کے بعد رخصت کا نام لیا اور نیز دعا کیواسطے بھی عرض کی تب فرمایا کہ ایسی جلدی کیوں؟ کیا گھر کیواسطے اوداس ہو گئے ہو یا کھانا یا مکان کے متعلق کوئی تکلیف ہوتی ہے۔ اگر تکلیف ہو تو میں رفع کر سکتا ہوں۔ میں نے عرض کیا کہ تکلیف کہاں کی گھر سے بھی زیادہ آرام ہے۔ لیکن پیچھے کچھ مجبوریاں تھیں جو میں نے حضورؑ کی خدمت میں بیان کیں۔ تب حضورؑ نے فرمایا

کہ رہو میں ابھی تک آپکا معاملہ سمجھا ہی اچھی طرح سے نہیں۔ میں دعا کرونگا۔ اگر خدا تعالیٰ سے کچھ ظاہر ہوا تو بتا بھی دونگا۔ اور مہربانی کے لہجہ میں فرمایا کہ دیکھو قسمت سے ملاقات ہوتی ہے۔ نہ مجھے اپنی زندگی پر بھروسہ ہے نہ دوسروں پر آپ دُور سے آئے اور اتنا حرج خرچ کر کے آئے ہو تو مناسب ہے کہ کچھ دن اور رہو آہ وہ ہمارا شفیق باپ جس کی ایک ایک بات سونے کے پانی سے لکھنے کے قابل تھی اس مقدس وجود کا قلب بتا رہا تھا کہ اس دنیا میں آپکا نورانی چہرہ پھر ہم نہیں دیکھ سکینگے۔ مہمانوں کا جلد رخصت ہونا حضورؑ کو ناپسند ہوتا تھا۔ جسپر حضورؑ کی سچائی کی بھاری دلیل ہے۔ ایک تو یہ کہ جتنی مدت زیادہ لوگ میرے پاس رہینگے۔ میری عادات۔ حرکات و سکنات کو مشاہدہ کر کے رائے قائم کر سکینگے۔ دُوسرا وہ مقام جو خدا تعالیٰ نے حضورؑ کو عطا فرمایا۔ وہ آپکو اچھی طرح معلوم تھا۔ کہ میری صحبت میں رہ کر انسان روحانی ترقی کرے گا۔ اگر خدا تعالیٰ کا کوئی نشان ظاہر ہوگا تو اور فائدہ ہوگا۔ بیشک یہ سچی بات ہے۔ کہ عطار کی دوکان پر بیٹھئے تو خوشبو سے کپڑے مہک جاویں گے اگر لوہار کی دوکان پر بیٹھو تو کپڑے کوئلہ کے دھوئیں سے سیاہ ہو جائیں گے ساتھ ہی چنگاریوں سے جل جاویں گے۔ خدا کے نبی روز روز دنیا میں نہیں آتے یہ موقعے قسمت سے ملتے ہیں۔ پھر ہم رہ پڑے حضورؑ نے شام کو پھر اُسی معاملہ کے متعلق مفصل احوال دریافت فرمائے حضرت اُمّ المومنین صاحبہ سے بھی فرمایا کہ آپ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ان کے لئے دعا فرماویں۔ اور میں بھی دعا کرونگا۔ دوسرے روز بوقت نماز صبح فرمایا کہ مجھے الہام ہوا کہ انکو کہدے کہ تمہاری فتح ہے۔ نیز فرمایا کہ ابھی یہ معلوم نہیں ہوا کہ کب کامیابی ہوگی۔ جلدی سے یا کسی قدر دیر سے انجام کار فتح ہوگی۔ اگر رہو گے تو میں توجہ کرونگا۔ وقت معلوم ہوگیا تو اخباروں میں بھی چھپادونگا۔ لیکن ہم ٹھہر نہ سکے۔ واپس چلے آئے۔ جس فتح کی حضورؑ نے پیشگوئی فرمائی تھی اس معاملہ میں بھی انجام کار کامیابی سردار صاحب کو ہوئی۔ مفصل ذکر اس معاملہ اور فتح کی پیشگوئی کا مضمون اخبار فاروق کے خاص نمبر میں "زندہ معجزہ" کے عنوان سے چھپ چکا ہے اسلئے اس جگہ تفصیل کرنی موجب طوالت ہے ؛

والسلام

(عاجزہ والدہ سردار امیر محمد خان تمندار قیصرانی
کوٹ قیصرانی۔ ضلع ڈیرہ غازیخان)

مصباح جزاکم اللہ تعالےٰ آپ نے بہت ہی مفید اور ایمان افروز باتیں لکھیں ؛

بچے کی دعا عزیزہ محترمہ زینب بنت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب کا یہ مؤثر مضمون اگلے مصباح میں درج ہوگا ؛

اعانت میرے دل میں ایک خواہش تھی۔ سو خدا نے پوری کردی۔ اب میں اڑھائی روپے روانہ کرتی ہوں آپ مصباح کسی نادار بہن کے نام جاری کردیں ؛

(اہلیہ ڈاکٹر حاجی خان میڈیکل آفیسر ڈسپنسری کنڈکوٹ)

الف آ کا نتیجہ

یہ معلوم کرنا موجب مسرت ہے۔ کہ محترمہ آمنہ بنت مولانا محمدؐ الدین صاحب ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول اور محترمہ فرخندہ اختر بنت شیخ نیاز محمد صاحب انسپکٹر پولیس ایف۔ اے کے امتحان میں کامیاب رہیں ؛

مصباحی بہنوں سے درخواست

جو خواتین مصباح کی پہلے سے خریدار ہیں۔ وہ اپنے اپنے ذمہ کا بقایا یا ۱۹۳۴ء کی قیمت پیشگی جلد ادا فرمائیں۔ کیونکہ وی۔ پی جو کئے گئے تھے۔ وہ واپس انکاری ہو کر آچکے ہیں۔ اور اخراجات کے لئے روپے کی ضرورت ہے۔ نیز ہر احمدی خاتون اس بات کی کوشش کرے کہ کم از کم دو خریدار مصباح کیلئے مہیا کرے۔ قیمت مصباح کی سال کے کسی حصہ میں ادا کیجاسکتی ہے۔ اور ہر قسم کی سہولت دینے کیلئے تیار ہیں۔ مصباحی بہنیں کوشش نہیں کرتیں۔ ورنہ یہ ممکن نہ تھا کہ مصباح کی تعداد اشاعت اسقدر کم ہوتی۔ ایک ہزار خریدار ہوجانے پر مصباح کو ہفتہ وار کردینے کا ارادہ ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ اس اپیل کو پڑھنے کے بعد بہنیں نہائیت توجہ سے مصباح کی توسیع اشاعت کا فرض ادا کرینگی۔ اور میں ایسی بہنوں کے نام اخبار میں شائع کرونگا ؛

(مینیجر اخبار مصباح قادیان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۰۶۰

اخبار مصباح۔ قادیان دارالامان۔ ضلع گورداسپور (پنجاب)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کناروں کی بیل

میز پوش کے کناروں پر ڈی۔ایم۔سی کاٹن سے کاڑھیے نہایت خوبصورت بنے گی

صالحہ خاتون بنت ڈاکٹر محمود احمد صاحب

بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا۔